THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the 27th January, 2025
(345th Session)
Volume I, No. 07
(Nos. 01-08)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume I — SP.I (07)/2025
No.07 — 15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Leave of Absence 2
3. Introduction of [The Nippon Institute of Advance Sciences Bill, 2025]3
4. Point of Public Importance raised by Senator Zamir Hussain Ghumro regarding Reservations about Construction of Thal and Cholistan Canal 8
    - Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice 9
    - Senator Bilal Ahmed Khan 11
    - Senator Azam Nazeer Tarar 14
5. Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules 17
6. Resolution moved by Senator Danesh Kumar expressing solidarity with people of Kashmir on upcoming Kashmir Solidarity Day observed on 5th February 2025 17
7. Presentation of report of the Standing Committee on Interior on [Prevention of Electronic Crimes Act Bill, 2025] 20
8. Presentation of report of the Standing Committee on Information Technology and Telecommunications on [The Digital National Pakistan Bill, 2025] 20
9. Point of Public Importance raised by Senator Dost Ali Jeesar regarding the shifting of Bank branches from small town/cities in the province of Sindh 21
    - Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue 21
10. Point of public importance raised by Senator Nadeem Ahmed Bhutto regarding the incidents of LPG/Fuel Tanker blasts on highways 22
11. Point of public importance raised by Senator Danesh Kumar regarding the issue of export of rice to the European countries 23
    - Senator Azam Nazeer Tarar 25
12. Point of public importance raised by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan regarding the construction of water canals on Indus River 29
13. Point of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding manhandling of protesters by the security forces in Gwadar and Quetta 31
14. Point of public importance raised by Senator Abdul Shakoor Khan regarding the law and order and economic issues of Balochistan 32

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES
Monday, the 27th January, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at eight minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Senator Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ
یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا
لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ؕ اِنَّهٗ لَا
یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۵۵﴾

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جا ٹھہرا، وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اُسی نے سورج اور چاند اور ستاروں کو پیدا کیا سب اس کے حکم کے مطابق کام میں لگے ہوئے ہیں، دیکھو سب مخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی (اسی کا ہے) یہ اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔ (لوگو) اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور چپکے چپکے دعائیں مانگا کرو، وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

سورۃ الاعراف (آیات ۵۴ تا ۵۵)

جناب قائم مقام چیئرمین: جزاک اللہ۔ پہلے چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: Business کے بعد بات کریں گے۔ تھوڑا سا business کریں گے، پھر سارے points of public importance لیں گے۔

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر فلک ناز صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر احمد خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر بشریٰ انجم بٹ صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 20 اور 21 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر علی ظفر صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17 اور 20 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر تاج حیدر صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: آرڈر نمبر ۲۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ نے اس آرڈر کو مؤخر کرنے کی درخواست کی ہے۔ آرڈر نمبر ۲ مؤخر کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۳۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ نے اس آرڈر کو بھی مؤخر کرنے کی درخواست کی ہے۔ آرڈر نمبر ۳ مؤخر کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۴۔ سینیٹر

فاروق حامد نائیک صاحب نے بھی آرڈر نمبر ۴ کو مؤخر کرنے کی درخواست کی ہے۔ آرڈر نمبر ۴ مؤخر کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۵ بھی سینیٹر فاروق حامد نائیک صاحب کی طرف سے ہے۔ انہوں نے اس آرڈر کو مؤخر کرنے کی درخواست کی ہے۔ آرڈر نمبر ۵ مؤخر کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۶۔ سینیٹرز دنیش کمار صاحب، کامران مرتضیٰ صاحب او رانا محمود الحسن صاحب کے نام پر ہے۔ جی آرڈر نمبر ۶ پیش کریں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: علی ظفر صاحب! گزارش ہے کہ جب business شروع ہو جاتا ہے تو Rule No. 41 کے تحت ایک گھنٹے تک کوئی point of order نہیں لے سکتے۔ جی دنیش کمار صاحب۔

Introduction of [The Nippon Institute of Advance Sciences Bill, 2025]

Senator Danesh Kumar: I would like to move that the Bill to establish the Nippon Institute of Advance Sciences [The Nippon Institute of Advance Sciences Bill, 2025], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر دنیش کمار نے جو بل پیش کیا ہے، وہ متعلقہ قائمہ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۸۔ یہ بل بھی قانون سازی کے حوالے سے ہے۔ سینیٹر شہادت اعوان صاحب! آرڈر نمبر ۸ پیش کریں۔

Senator Shahadat Awan: Sir, I would like to move that the Bill further to amend the Pakistan Trade Control of Wild Fauna and Flora Act, 2012 [The Pakistan Trade Control of Wild Fauna and Flora (Amendment) Bill, 2024], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: میں آپ کو وقت دوں گا۔ جی۔

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین! جب بھی میرا بل آتا ہے تو یہ شور شروع کر دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سینیٹر شہادت اعوان: پچھلی بار بھی میرا یہ بل جب شروع ہو گیا تھا تو انہوں نے شور کیا۔ یہ بل تو کم از کم آنے دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Business کے دوران کوئی point of order نہیں ہوتا۔ جی آپ بات کریں۔

سینیٹر شہادت اعوان: آج یہ میرے بل کو نامنظور کر رہے ہیں۔ یہ تو میرے وزیر قانون نے بتانا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آرڈر نمبر ۸، جو شہادت اعوان صاحب نے پیش کیا ہے، اس کی کہیں سے مخالفت تو نہیں ہے؟ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! عرض یہ ہے کہ یہ قانون ہم نے بنایا تھا۔ ایک International Convention CITES ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: بات سنیں۔ وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا ہے۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں پہلے تو ان کے سوال کا جواب دے دیتا ہوں۔ ابھی نہ وہ بل ایجنڈے پر ہے اور نہ وہ pass ہونے جا رہا ہے۔ میں ان سے التماس کروں گا کہ آج Private Members' Day ہے۔ کمیٹی بھی یہ خود chair کرتے ہیں، اپوزیشن کے پاس ہے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ وہ بل کمیٹی نے pass کر دیا ہے تو کم از کم یہ پارلیمانی روایات کو سمجھتے ہوئے، کل جب وہ بل آئے گا تو آپ بات کیجیے گا۔ پہلے اس پر آج آپ بات کریں، آج Private Members' Day ہے، یہ آپ کا دن ہے۔ یہ legislative work ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس میں آپ لوگوں کے بھی Bills ہیں، ڈاکٹر زرقا صاحبہ کا بل ہے، آپ کا بل ہے۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس طرح نہیں ہوگا۔ جناب! میں سینیٹر شہادت اعوان صاحب سے گزارش کروں گا کہ یہ Convention CITES ہے، International Convention جو ہم نے sign کر رکھا ہے which deals with endangered species trade. اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس کنونشن کے تابع یہ Act 2012 میں بنا۔ 2023 میں پاکستان کو اس Act میں 'A' status ملا۔ اب اگر اس میں کوئی ترمیم آتی ہے تو وہ دوبارہ review ہوگا۔۔۔

(اس موقع پر صحافیوں نے گیلری سے واک آؤٹ کیا)

جناب قائم مقام چیئرمین: سلیم صاحب! ذرا صحافیوں کو بھی دیکھ لیں اور ان سے بھی بات کر لیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میری یہ استدعا ہوگی۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: علی ظفر صاحب! واک آؤٹ کرنے سے پہلے، ابھی بل نے آنا ہے، اس میں کمیٹی کی رپورٹ پیش ہونی ہے۔ جی تارڑ صاحب۔

(اس موقع پر پی ٹی آئی کے اراکین نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میری ان سے یہی استدعا ہے، یہ ہمارے بھائی ہیں، Bill ابھی پیش نہیں ہوا ہے۔ رپورٹ کمیٹی کی میں عرض کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: تین دن کا وقت تھا مکمل ہو جائے گا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: مجھے جو information آئی ہے کہ آج ان کی meeting ہو گئی ہے اور انہوں نے approve کر دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جب وہ آ جائے تو پھر اس پر مخالفت کی جا سکتی ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں یہ بات پورے یقین سے کہہ رہا ہوں کہ آج that Bill is not going to be passed اور نہ ہی اسے take-up کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارے بھائی بہنیں جو Opposition میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہ سارا کچھ politics کرنے کے لیے کر رہے

ہیں۔ بلکہ جو ہمارے بھائی بہنیں پریس گیلری میں بیٹھے ہیں، ان سے بھی عرض کروں گا کہ آپ یہ ساڑھے تین چار سال سے۔۔

سینیٹر گردیپ سنگھ: جناب چیئرمین! اس وقت کورم پورا نہیں ہے۔

(اس موقع پر کورم کی نشان دہی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: اعظم صاحب! ایوان میں quorum point outہوا ہے، پہلے ایوان کا کورم دیکھ لیتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سلیم مانڈوی والا صاحب اور اور کامران صاحب سے میری گزارش ہے کہ جو صحافی حضرات walk-out کر گئے ہیں، مہربانی کرکے ان کو بھی واپس لے آئیں۔ ایوان میں گنتی ہو گئی ہے، ستائیس ممبران موجود ہیں، ایوان چلے گا، کورم پورا ہے۔ کامران صاحب! آپ صحافیوں کو بھی اور ہمارے اپوزیشن کے ممبران کو ایوان میں لے آئیں۔ اعظم صاحب جو شہادت صاحب نے Bill پیش کیا ہے آپ اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میں شہادت صاحب کی مخالفت تو کر ہی نہیں سکتا۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: کامران مرتضٰی صاحب اور سلیم مانڈوی والا صاحب گئے ہیں۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: تین تھے۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ بھی بڑھادیں۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ان سے کہا ہے کہ تھوڑا سا Business چلنے دیں، اس کے بعد جو بھیPoint of Order پر بولے گا ہم موقع دیں گے۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ : یہ بالکل ممکن نہیں ہے، شہادت اعوان صاحب میرے بڑے بھائی ہیں اور بہت محترم ہیں اور ہمیشہ بڑی constructive چیزیں لے کے آئے ہیں۔ میں floor of the House پر ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ پچھلے دور حکومت میں جتنی تحمل مزاجی کے ساتھ اور جتنے احسن طریقے سے آپ نے Assembly Business چلایا میرے معاون ساتھی ہونے کے حوالے سے we were in the same Ministry اور شہادت اعوان صاحب میرے لیے ایک بہت مضبوط سہارہ رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔ میں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ Ministry of Climate Change کی استدعا آئی کہ ایک CITES ہے جو Convention of International Trade for endangered species in Flora and Fauna یہ 1967 میں آیا ہم نے 1976 میں اسے rectify کیا اور پہلے ایک ordinance کے ذریعے کچھ عرصہ کام چلایا پھر 2012 میں آخر کار بڑی negotiation کے بعد یہ Act final کیا گیا اور یہ جو جنگلی پودے اور wild life جنگلی جانور endangered species ہیں ان کو یہ convention deal کرتا ہے۔ اب ان کی import and export کے حوالے سے ہو تو اس میں ecologically دیکھا جاتا ہے کہ نئے region میں کتنا سازگار ماحول ہے۔ الحمدللہ 2012 میں پاکستان کا یہ Act under review آیا اور پچھلے سال 2023 میں United Nation review Committee نے اس کو 'A' category Legislation قرار دیا جو کہ پاکستان کے لیے ایک اعزاز کی بات ہے۔

میری صرف یہ استدعا تھی کہ اس پر ایک larger consultation کی ضرورت ہے۔ اگر شہادت اعوان صاحب مجھے اجازت دیں تو میں گزشتہ UN Review Report کو ساتھ رکھتے ہوئے ہمارے Flora and Fauna کے experts کی ان کے ساتھ meeting کر کے اس کو discuss کر لیتے ہیں اور جو چیزیں آپ کی طرف سے اچھی ہیں وہ حصہ بن جائیں گی کیونکہ اگر اسے as it is کرتے ہیں تو اس سے conflict پیدا ہو گا اور review reopen ہو جائے گا، کیونکہ یہ ایک اعزاز کی بات ہے کہ ہمیں پانچ سات سال کے بعد 'A'-status دیا گیا ہے endangered species پودوں اور جنگلی حیات کی

protectionکے حوالے سے۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ out of the House ہم ایک larger consultative session کر لیتے ہیں اور اس کے بعد آپ جب کہیں گے اسے take-up کر لیا جائے گا, اس درخواست کے ساتھ میں اس کی deferment requestکر رہا ہوں، مخالفت نہیں کر رہا تھا۔

سینیٹر شہادت اعوان: ملک کا National Interest ہے تو definitely ہم قانون سازی کرتے ہیں، اس قسم کی بات ملک کے interest میں ہے تو بے شک اس کو deferکریں۔ لیکن اگلی دفعہ یہ نہ ہو کہ اپوزیشن شور کر رہی ہو تو میرا Bill take-up ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Defer کیا جاتا ہے۔ جب ان کو Point of Order نہیں دیا تو آپ کو بھی نہیں دیں گے۔ آرڈر نمبر ۱۰، عبدالقادر صاحب۔ آرڈر نمبر ۱۰ موخر کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۱۲، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ، وہ بھی نہیں ہیں ان کی طرف سے درخواست آئی ہے۔ آرڈر نمبر ۱۳، سینیٹر ذیشان خانزادہ اور سینیٹر عون عباس صاحب، آرڈر نمبر ۱۳ موخر کیا جاتا ہے۔ آرڈر نمبر ۱۴، سینیٹر محسن عزیز صاحب تحریک پیش کریں۔ آرڈر نمبر ۱۵، سینٹر کامران مرتضٰی صاحب، یہ pending ہے۔ آرڈر نمبر ۱۶، سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی صاحبہ، آرڈر نمبر ۱۶ موخر کیا جاتا ہے۔

(گیلری میں موجود مردان یوتھ پارلیمنٹ کے 17 معزز اراکین کو ایوان کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں)

جناب قائم مقام چیئرمین: Point of Order پر آپ بات کریں۔

Point of Public Importance raised by Senator Zamir Hussain Ghumro regarding Reservations about Construction of Thal and Cholistan Canal

سینیٹر ضمیر حسین گھمرو: Last time ہمارے Parliamentary Leader نے کینال پر Motion دی تھی اور اس پر تفصیلی بات کی تھی کہ جو دو کینالز، تھل کینال اور چولستان کینال بن رہے ہیں وہ تقریباً 40 لاکھ ایکڑ زمین کو آباد کر رہے ہیں اور ہمارے یہاں صرف ستر لاکھ ایکڑ زمین آباد ہو رہی ہے اگر وہ پانی system میں نہیں ہے اگر وہ زمین آباد ہو گی تو ہماری 40 لاکھ ایکڑ زمین اور ڈیڑھ سال تباہ ہو جائے گا۔ تو ہم نے request کی تھی کہ اس معاملے کو

CCIکے سپرد کیا جائے اور سندھ گورنمنٹ نے ان دونوں schemes کے خلاف اپنے objections fileکیے ہوئے ہیں۔ تو وہ CCI میں take up کیا جائے لیکن آئین کے آرٹیکل 154 کے تحت نہ تو CCI کا اجلاس بلایا جاتا ہےاور نہ ہی canals کے issue کو addressکیا جاتا ہے۔ ہماری پارٹی کو اس پر سخت reservations ہیں۔ اس matter کو نہ تو کمیٹی میں بھیجا جارہا ہے اور نہ ہی حکومت کینال کے issues پر آئینی position واضح کر رہی ہے۔

جناب والا: سندھ میں آگ لگی ہوئی ہے کیوں کہ 2 million acres delta تباہ ہوگیا ہے اور ہمارے پاس system میں پانی نہیں ہے اور یہ عذر دے رہے ہیں کہ ہر صوبے کا پانی Intact ہے۔ ہم اسی وجہ سے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کررہے تھے کہ جتنا بھی پانی ہوگا اسے divertکیاجائے گا اور اسی وجہ سے ہی ہم کینالز کی مخالفت کررہے ہیں۔ پنجاب P&D department نے بھی ان کینالز کی مخالفت کی ہے لیکن ہماری نہیں سنی جارہی۔ لہٰذا ہماری یہ request ہےاور ہمارے پارلیمانی لیڈر نے بھی جو request کی تھی کہ اس معاملے کو کمیٹی میں بھیجا جائے، شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar, Minister for Law and Justice

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! سینیٹر ضمیر حسین گھمرو صاحب ہمارے بھائی ہیں اور profession میں میرے colleague بھی ہیں۔ Business کا آپ کو پتا ہے ہم سب مل کر یہ کام کرتے ہیں اور treasury benches پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ Business دس منٹ کا تھا وہ نکل گیا، آپ نے محسوس کیا میں اس کے لیے خود معذرت خواہ ہوں لیکن chair agendaکے مطابق چلی۔

جناب والا! اس دن اس پر سیر حاصل گفتگو ہوئی، آپ سب موجود تھے۔ وزیر آبی وسائل بھی آئے، محترمہ سینیٹر شیری رحمان صاحبہ نے بھی اس پر تفصیل سے بات کی اور جو notice تھا وہ بحث ہونے کے بعد disposed of ہوگیا۔ آپ کے جو تحفظات ہیں بجا طور پر سر آنکھوں پر لیکن ایک بات اس میں جو وفاقی حکومت کا موقف ہے کہ ہم اتحادی حکومت میں بیٹھے ہیں اور

Floor of the میں یہ ممکن نہیں ہے۔ میں coalition government House کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ اگر کسی صوبے کے بارے میں بھی بات ہو، وہاں کی حکومت اور وہاں کی عوام کے تحفظات کو سنے بغیر کوئی بڑا فیصلہ نہیں ہونا چاہیے اور ہوتا بھی نہیں۔ رہی بات اس issue کی rest assure کیونکہ وزیر اعظم صاحب ایک بردبار شخصیت ہیں۔ وہ سب کو ساتھ لے کر چلنے کے خواہ ہوتے ہیں اور انہوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے۔ ہم نے PDM کے دور میں مل کر حکومت کی ہے اور میرے جو دوست احباب cabinet میں colleagues تھے۔ شہادت اعوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، وزیر اعظم شہباز شریف صاحب نے ہر Cabinet colleague کے مشورے کو صائب سمجھتے ہوئے سنا اور اس پر debate کروائی۔ یہ معاملہ بھی بغیر افہام و تفہیم، گفت و شنید کے بالکل نہیں ہوگا۔ آپ کے جو بھی تحفظات ہیں اس میں leadership کے level پر بھی engagement ہے اور وہ ان شاء اللہ agenda پر ہے۔

جناب والا! اس ایوان کا بھی یہ concern ہوتا ہے جہاں پر یہ معاملہ دو صوبوں کے درمیان آئے تو یہ House of the Federation ہے۔ آپ نے اچھا کیا گزشتہ ہفتے میں بھی اسے اٹھایا اور آج بھی بات کی۔ ان شاء اللہ یہ ساری باتیں سر آنکھوں پر۔ میں جو حکومت کے part پر بات کر سکتا ہوں اور assurance دے سکتا ہوں کہ یہ معاملہ افہام و تفہیم سے جو constitutional framework ہے جو تقسیم کے formulas طے ہوئے۔ ہمارا آپس میں صوبوں کا جو Indus Water accord ہوا۔ اس کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو amicably handle کیا جائے گا کوئی haste نہیں ہوگی اور کسی قسم کی آئین سے روگردانی نہیں ہوگی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں دوسرا Point of Order لوں۔ اس دن پانی کے مسئلے پر شیری رحمان صاحبہ نے جو تحریک پیش کی اور ایوان میں اس پر تمام پارٹیوں کی طرف سے، تمام صوبوں کی طرف سے تقریباً تین سے ساڑھے تین گھنٹے مفصل بات ہوئی۔ ہم ساڑھے تین گھنٹے کی discussion کے بعد اسے کمیٹی میں نہیں بھیج سکتے تھے۔ اس تحریک کے لیے وزیر صاحب بھی تقریباً چار سے ساڑھے چار گھنٹے ایوان میں موجود رہے اور مفصل جواب دیا۔ آپ کو

وزیر صاحب نے دوبارہ جواب دیا۔ اس کے بعد جب مزید چیزیں آئیں گی تو اس پر دوبارہ بات کریں گے۔ جی سینیٹر بلال مندوخیل صاحب۔

Senator Bilal Ahmed Khan

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! جس طرح سے ہم سب کو معلوم ہے کہ دنیا میں جتنے بھی ممالک ہیں، ان ممالک کے نظام کو چلانے کے لیے دو طریقے کے Houses ہوتے ہیں یا دو طریقے کے groups ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو حزب اقتدار میں ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جو حزب اختلاف میں ہوتے ہیں۔ حزب اختلاف والے اور حزب اقتدار والے دنیا میں موجود ہیں۔ اسی طرح سے ہمارے ملک میں بھی یہ نظام چل رہا ہے۔ کچھ لوگ حزب اقتدار میں ہیں، جنہیں ہم treasury benches کہتے ہیں اور کچھ لوگ حزب اختلاف میں ہیں جنہیں ہم opposition benches کہتے ہیں۔

جناب والا! پانی کے حوالے سے باتیں تو بہت ہوتی ہیں۔ جس طرح پچھلے ہفتے ہمارے اس معزز پارلیمنٹ میں بحث ہوئی تھی۔ یہ مسئلہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ اس پر آپ تین گھنٹے کیا، اگر آپ تین ہفتے یا چار ہفتے بھی بات کریں اور اس کو نتیجے تک نہ پہنچائیں تو یہ کم ہوگا۔ اگر اس معاملے کو تین چار گھنٹے میں حل کی طرف لے کر جاتے ہیں تو ٹھیک ہے، اگر یہ حل نہیں ہوتا تو تین چار ہفتے بھی اس کے لیے کم ہیں۔

جناب والا! میں بلوچستان کے حوالے سے بات کروں گا۔ آبادی کے لحاظ سے بلوچستان پاکستان کا سب سے چھوٹا اور رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے لیکن اگر آپ نہری نظام کی بات کریں تو ہمارا حصہ بالکل آٹے میں نمک کے برابر ہے کیوں کہ ہمارا زیادہ تر حصہ پہاڑوں پر مشتمل ہے اور ہم زیادہ تر underground water پر rely کرتے ہیں اور اپنی agriculture کو کاشت کرتے ہیں۔ ہماری ایک division جسے آپ نصیر آباد کہہ سکتے ہیں وہ پانی کے نہری نظام سے منسلک ہے۔ باقی جو ہمارا system ہے وہ سارا underground water level پر depend کرتا ہے۔

جناب والا! اگر کوئی حزب اقتدار کی پارٹی یا حزب اقتدار کا group ملک کی ترقی کے لیے، ملک کے معاملات کے لیے future planning کرے یا آنے والی نسل کے لیے کوئی کام کرے،

یا کرنا چاہیے یا کوئی plan پیش کرنا چاہیے۔ بے شک وہ کام، وہ معاملات اچھے ہوں، اس ملک کی بہتری کے لیے ہوں لیکن حزب اقتدار والے جو معاملات پیش کرتے ہیں اس پر حزب اختلاف والے چاہے اچھا ہو یا نہ ہو مخالفت کرتے ہیں کیوں کہ ان کا کام ہی مخالفت کرنا ہے۔ ان کا نام ہی حزب اختلاف ہے اور وہ اختلاف کریں گے چاہے ان کو اس کی سمجھ ہو یا نہ ہو لیکن اگر اقتدار میں حکومت کے ساتھ موجود پارٹیاں یا allies ہیں، ان میں بھی اس معاملے پر کچھ اختلافات ہوں تو یہ بڑا سوالیہ نشان بنتا ہے۔ اگر یہ سوالیہ نشان ہے اور آج پانی کے معاملات کو ہم treasury benches والے بیٹھ کر address کر رہے ہیں اگر ہمیں بھی کچھ تحفظات ہیں تو یہ بڑی alarming situation ہوگی۔ اس پر سوچنا چاہیے کہ اگر حزب اقتدار کی benches سے اس پر سوالیہ نشان آ رہے ہیں تو حزب اختلاف والوں کا تو کوئی قصور نہیں کہ وہ اس پر اختلاف کریں۔

جناب والا! ہم اس پر کیوں اختلاف کر رہے ہیں؟ ہم اس معاملے کو اتنا serious کیوں لے رہے ہیں؟ جناب والا! بات کو اس لیے serious لے رہے ہیں جو پانی کی تقسیم کا formula ہے، اس کے تحت جو آج ہمارے موجودہ کینالز systems ہیں، ہمارے جو نہری نظام ہیں اس میں لوگوں کو پورا پانی میسر نہیں ہو رہا۔ Tail end میں جو لوگ یا کاشت کار حضرات ہیں چاہے وہ پنجاب سے ہوں، چاہے سندھ سے ہوں یا وہ ہمارے بلوچستان سے ہوں۔ ہمارے کاشت کاروں تک پانی پہنچتا ہی نہیں ہے۔ اس پر حکومت آ کر ایک نئے کینال کو بنانے کی بات کرتی ہے؟ حکومت نئے کینال بنانا چاہتی ہے؟ آپ نے جو پہلے کینال بنائے ہیں۔ میں بلوچستان کی بات کر رہا ہوں، اگر ہم پٹ فیڈر کینال کی بات کریں تو مجھے حکومت کے لوگ یا اس کے کرتا دھرتا بتائیں کہ پٹ فیڈر کینال میں پانی کتنا چھوڑا جاتا ہے؟ بلوچستان کے کاشت کاروں کو کتنا پانی ملتا ہے؟ وہ اس پانی کو پورا avail کرتے ہیں یا نہیں کرتے یا پھر اس کو بھی چوری کیا جاتا ہے؟

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ دیکھیں بیس سال پہلے ایک کچھی کینال کے نام سے کینال بنایا گیا تھا وہ آج تک نامکمل ہے۔ وہ کچھی کینال جو ڈیرہ بگٹی، نصیر آباد اور کچھی کے تین اضلاع کو یا تین علاقوں کو cover کرے گا وہ آج تک complete نہیں ہوا۔ اس ایک کینال کے complete ہونے سے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب والا! میں اسی پر آرہا ہوں۔ اسی ایک کینال کو complete کرنے سے بلوچستان میں، میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا کہ بلوچستان کے نہری نظام میں ہمارا حصہ بالکل آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ اس سے سات لاکھ ایکڑ کی آبادی ہوگی۔ بیس سالوں میں ہم وہ ایک کینال نہیں بنا سکے تو کیا آنے والے وقت میں ہم ایک نیا کینال بنا کر اس کو آباد کر پائیں گے؟ کیا حکومت ہمیں یہ بتا سکتی ہے کہ جو نیا کینال بنے گا اس پر خرچہ کتنا آئے گا؟ اس کی completion کے لیے وقت کتنا لگے گا اور اس کے بعد جب یہ زمین کاشت ہوگی، جو زمین کاشت کرنے کا ارادہ ہے، کیا وہ کینال اس کاشت کو پورا کر بھی پائے گا یا نہیں؟ اس کی limit کیا ہوگی، اس کا timeframe کتنا ہوگا؟ اس کینال پر جو ہم آج پیسا خرچ کر رہے ہیں۔

وہ زمین آباد کرنے سے اس کی آمدن کب head to head ہوگی۔ یہ ہمیں بتایا جائے اور دوسری بات یہ بتائیں کہ جیسے ہم کبھی یہ سنتے تھے اور بچپن میں کتابوں میں یہ پڑھا بھی تھا کہ پاکستان پانچ دریاؤں پر مشتمل ہے۔ اس وقت پانچ میں سے تین، بلکہ یوں کہہ لیں کہ ایک ہی دریا اب active ہے اور وہ دریائے سندھ ہے۔ کیا اس دریائے سندھ کا total پانی پانچ یا چار صوبوں میں برابر تقسیم ہو رہا ہے یا نہیں؟ جیسے منسٹر صاحب نے یہ بات کی ہے کہ ہم پنجاب میں سے اپنا حصہ دیں گے۔ تو کیا پنجاب میں سے جن لوگوں کو پانی کا حصہ ابھی مکمل نہیں مل رہا ہے، آپ مزید کاشتکاروں کو جن کی زمینیں کاشت ہو رہی ہیں، ان کو بنجر کرنا چاہتے ہیں؟ ان کے حصے سے یہ پانی کاٹ کر کسی اور کو دینا چاہتے ہیں؟ کیا ان موجودہ کاشتکاروں کو آپ بے روزگار کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ان موجودہ کاشتکاروں کی زمین کو آپ بنجر کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ کے پاس اضافی پانی ہے تو وہ پانی بلوچستان کو کیوں نہیں دیا جاتا؟ آپ کے پاس جو اضافی پانی ہے وہ سندھ کو کیوں نہیں دیا جاتا؟

اگر آپ کے پاس اتنا ہی اضافی پانی ہے کہ آپ اپنے پانی میں سے مزید پانی تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ یہ سندھ اور بلوچستان کا مشترکہ مسئلہ ہے لیکن جو بات آپ کر رہے ہیں کہ آپ پنجاب کے پانی میں سے تقسیم کریں گے، تو اس کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ یہ پنجاب کا بھی مسئلہ ہے اور یہ مسئلہ پنجاب کے کسانوں کو بھی اسی طرح لاحق ہوگا جس طرح اِس سے ہمیں پریشانی ہے۔

شاید پنجاب کی طرف سے کوئی بات کرنے والا نہیں ہے۔ شاید پنجاب کی طرف سے کوئی اپنی آواز اٹھانے ولا نہیں ہے۔ ہم سندھ اور بلوچستان، پنجاب کی طرف سے بھی آواز اٹھائیں گے اور پنجاب والوں کے ساتھ جو کچھ آپ کر رہے ہیں اس پر ہم پنجاب کے لیے بھی بات کریں گے کہ آپ ان کا معاشی قتل نہ کریں۔

خدارا اس مسئلے کو اور اس project کو کالا باغ ڈیم کی طرح کا project نہ بنائیں۔ اس سے بننے والا ماحول بہت عجیب ہوگا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہم treasury benches پر بیٹھے لوگ آپس میں الجھ کر اس مسئلے کو کسی اور طرف لے کر جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar (Minister for Law and Justice)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جس طرح میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ کچھ تو internal issues ہیں جو کہ صوبے کی اپنی internal management ہے، اس کی حد تک یہ دیکھنے کی بات ہے کہ وفاق کس حد تک اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ یعنی حکومت سندھ یا حکومت بلوچستان یا حکومت خیبر پختونخوا یا حکومت پنجاب اپنی internal management اگر اس معاہدے کے اندر اور اُس کوٹے کے اندر رہتے ہوئے کچھ ایسا کرنا چاہتی ہے جس سے دوسرے affect نہیں ہوتے، تو میرے خیال میں legally and constitutionally یہ possible ہے اور وفاق کو اس میں interference نہیں کرنی اور کرنی بھی نہیں چاہیے۔

جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اگر ایک صوبے کے دوسرے صوبے کے ساتھ ایسے کوئی تحفظات ہیں تو آئین میں اس کے دو تین طرح کے mechanisms موجود ہیں۔ جیسے یہاں پر شہادت اعوان اور کھمرو صاحب موجود ہیں، ایک تو Supreme Court of Pakistan کی jurisdiction ہے کہ خدانخواستہ اگر بات dispute کی حد تک پہنچ جائے تو وہ وہاں پر invoke ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پر Council of Common Interests ہے۔ جو بھی اس کے preview میں چیزیں آتی ہیں، اُن کو Council میں بیٹھ کر دیکھا جاتا ہے۔ ایک تیسرا طریقہ بھی ہے جو اس خطے میں رائج الوقت ہے جس کو ہم out of court settlement کہتے ہیں، جسے ہم پنچائت کہتے ہیں، جسے دوسرے لفظوں میں ADR کہتے ہیں۔

دیکھیں، یہ ملک چار بھائیوں کا ہے اور ان چار بھائیوں نے اکٹھے رہ کر اس گاڑی کو، اور اس نظام کو چلانا ہے۔ اگر ایک بھائی کو دوسرے بھائی کی کسی بات پر اعتراض ہے تو وفاق کا ایک parental role ہے جو ان سب نے آپس میں کسی حد تک طے کر کے وفاق کو دے رکھا ہے۔

میں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان بڑے متحمل مزاج اور visionary politician ہیں۔ وہ کبھی بھی haste پر یا کر گزرنے پر یقین نہیں رکھتے۔ ان میں projects کی development اور دیگر معاملات میں تیز رفتاری ہے لیکن وہ ہمیشہ یہ prefer کرتے ہیں کہ political issues کو table پر بیٹھ کر حل کیا جائے۔ یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ابھی بھی اس ایوان میں کچھ ایسے دوست موجود ہیں جو پچھلی کابینہ میں ان کے ساتھ تھے اور ہم سب اکٹھے تھے۔ وہ بڑی دور اندیشی سے ان چیزوں کو سنبھالتے بھی ہیں اور ان کو سلجھانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔

میں پھر ایک دفعہ یہ عرض کروں گا کہ چاہے اُس روز اس پر تین گھنٹے سے زائد بات ہو گئی تھی، اس پر سو مرتبہ آپ پھر بات کریں لیکن rest assured اور اس بات کا یقین رکھیں کہ یہ matter leadership level پر بھی under discussion ہے۔ یہ ہم نے take up کیا ہوا ہے اور اس پر گفتگو بھی ہوئی ہے۔ وفاقی حکومت کا جو domain اور mandate ہے، اس میں مصالحت ہماری پہلی option ہے اور وہی آخری option ہونی چاہیے اور ان شاء اللہ اس کا کوئی amicable حل بھی نکل آئے گا۔ ایسا کوئی issue نہیں ہوتا جس کا حل نہ نکل سکے provided کہ یہ اس domain میں آتا ہو جس میں ہم interfere کر سکیں۔

میں پھر اس تاکید کے ساتھ کہ اس پر بہت سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے اور اس بات کو اب سمیٹتے ہیں، جیسا کہ کھمرو صاحب نے بھی اس پر بات کی اور اب آپ نے بھی کی اور اس روز بھی تمام نے اس پر کھل کر بات کی تھی۔ ان شاء اللہ یہ کوئی ایسا issue تو نہیں ہے جس پر معاملات اور زیادہ خرابی کی طرف جائیں۔ I am very positive کہ یہ معاملہ مل بیٹھ کر ان شاء اللہ طے ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس وقت پاکستان کی leadership چاہے وہ وزیر اعظم پاکستان ہوں، صدر پاکستان ہوں یا تمام پارٹیوں کی coalition ہو، وہ بہت سنجیدہ شخصیات پر

مشتمل ہے۔ منسٹر صاحب کی طرف سے بھی یہی بات آئی ہے کہ کسی بھی issue پر، خواہ وہ پانی کا مسئلہ ہو یا کوئی اور، اگر کوئی بھی فیصلہ ہو گا تو وہ consensus سے ہو گا۔ منسٹر صاحب نے اس بات کا وعدہ اور یقین دہانی کرائی ہے کہ کسی کے ساتھ بھی ناانصافی نہیں ہو گی۔ اس سے پہلے کہ میں Point of Order لے لوں، سینیٹر دنیش کمار صاحب کشمیر کے حوالے سے ایک تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی شہادت صاحب۔

سینیٹر شہادت اعوان: باتیں تو ہوئی ہیں لیکن last time بھی ہمارا concern یہی تھا کہ اس issue پر Chief Minister Sindh نے جناب وزیر اعظم صاحب کو ایک عدد letter لکھا ہے کیونکہ CCI کی meeting within 90 days ہونی تھی اور اب گیارہ مہینے ہو چکے ہیں۔ اس پر منسٹر صاحب ہماری تشفی کے لیے یہ بتائیں کہ CCI کی meeting آئین میں provided period میں کیوں نہیں ہوئی اور اب تو گیارہ مہینے ہو چکے ہیں۔ تو یہ یقیناً بات کریں گے، ہم ان کے اتحادی ہیں لیکن ہمیں time frame بتا دیں کہ CCI کی meeting کب ہو گی تاکہ دوستوں کو یہ اطمینان ہو جائے کہ بات آگے چل رہی ہے اور آپ اس پر کچھ نہ کچھ سوچ رہے ہیں۔ کم از کم یہ تو ہونا چاہیے۔

(اس موقع پر ایوان میں ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب شہادت اعوان صاحب کو خود معلوم ہے کہ اِس کا اپنا ایک پورا mechanism ہے، اس کا secretariat ہے اور ساری coordination کے ساتھ یہ meeting ہوتی ہے۔ جو بھی تاریخ طے ہوتی ہے اس میں وزرائے اعلیٰ اور دیگر ممبران کی availability اور schedule کا سارا agenda discuss ہوتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی بھی deviation نہیں ہے اور ان شاءاللہ وہ due course میں ہو جائے گی and once again I wish that I would have been a member or convener of that Committee تو میں assurance دے سکتا تھا۔

یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور آپ سب کو معلوم بھی ہے کہ اس کا اپنا secretariat ہے، اس کے فیصلوں کا ایک mechanism ہے اور پھر ان فیصلوں کی appeal joint sitting میں سنی جاتی ہے۔ انہوں نے جب بھی اجلاس بلانا ہوتا ہے تو اس میں وزرائے اعلیٰ، وفاقی وزراء، دیگر اراکین اور صوبوں کے نمائندوں کی availability دیکھی جاتی ہے۔ میں ایک بار پھر آپ کا یہ concern اُس secretariat تک ضرور پہنچا دیتا ہوں۔ باقی I am not in a position کہ میں دیگر چیزیں یا ایک schedule دے سکوں، یہ غیر ضروری ہوگا جی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر دنیش کمار آپ کوئی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔

Motion under Rule 263 moved for dispensation of Rules

Senator Danesh Kumar: I beg to move under Rule 263 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 that the requirements of Rule 29, 30 and 133 of the said Rules be dispensed with in order to enable the House to move and pass a Resolution regarding Kashmir Solidarity Day.

جناب قائم مقام چیئرمین: میں تحریک کو منظوری کے لیے ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: تحریک متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے اور تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ جی دنیش کمار صاحب۔

Resolution moved by Senator Danesh Kumar expressing solidarity with people of Kashmir on upcoming Kashmir Solidarity Day observed on 5th February 2025

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔ Kashmir Solidarity Day 5th February 2025 کو منایا جا رہا ہے۔ چونکہ اس دن ہمارا اجلاس نہیں ہوگا تو میں چاہتا ہوں کہ

کشمیری بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر میں یہ Resolution آج پیش کروں اور تمام ایوان سے گزارش ہے کہ اسے متفقہ طور پر pass کریں۔

Nothing that the fifth February is observed, every year, as the “Kashmir Solidarity Day” to express solidarity with the Kashmiri people in their struggle for realization of their right to self-determination,

Recalling that the Jammu and Kashmir dispute remains one of the oldest unresolved international dispute on the United Nations Security Council’s agenda,

Mindful of numerous United Nations Security Council Resolutions on Jammu and Kashmir, which remain unimplemented despite lapse of over seven decades,

This House:

Reaffirms Pakistan’s unwavering moral, political and diplomatic support for the Kashmiri people’s just struggle for realization of their inalienable right to self-determination;

Pays rich tribute to the valour, courage and sacrifices of the people of Indian Illegally Occupied Jammu and Kashmir (IIOJK);

Expresses grave concern over India’s continued efforts to consolidate its occupation of IIOJK and to undermine its internationally-recognized disputed status, especially in the aftermath of its illegal and unilateral action of 5 August 2019;

Underscores that any political process in IIOJK cannot serve a substitute to the exercise of the right to self-determination by the people of Jammu and Kashmir, as enshrined in the relevant UN Security Council Resolutions;

Condemns the systematic human rights violations in IIOJK, under draconian laws that defy the norms of justice;

Rejects the provocative statement of the Indian political leaders and senior military officers regarding Azad Jammu and Kashmir and Gilgit-Baltistan;

Emphasizes that the settlement of the Jammu and Kashmir dispute, in accordance with UN Security Council resolutions and aspirations of the Kashmiri people, is essential for a lasting peace in South Asia;

Demands that India must improve the human rights situation in IIOJK; release all Kashmiri political prisoners; and repeal draconian emergency and counterterrorism laws;

Further Demands that India must implement the relevant Security Council Resolutions so as to enable the Kashmiri people to determine their future through the democratic method of a fair and impartial plebiscite under the UN auspices.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ میں قرارداد ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(قرارداد منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: قرارداد متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ اس کو ضمنی ایجنڈے میں شامل کر دیا گیا ہے جو رپورٹ ضمنی ایجنڈے میں پیش ہونی ہے، اس کو ضمنی ایجنڈے میں ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔ آرڈر نمبر۔۱ قائمہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔ سینیٹر فیصل سلیم الرحمٰن صاحب آرڈر نمبر۔۱ (الف) پیش کریں، ان کی طرف سے سینیٹر عمر فاروق صاحب پیش کریں۔

Presentation of report of the Standing Committee on Interior on [Prevention of Electronic Crimes Act Bill, 2025]

Senator Umer Farooq: I, on behalf of Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman Standing Committee on Interior present report of the Committee on a Bill further to amend the Prevention of Electronic Crimes Act, 2016 [Prevention of Electronic Crimes Act Bill, 2025]

جناب قائم مقام چیئرمین: جی رپورٹ پیش کر دی گئی۔ آرڈر نمبر۔۱ (ب) قائمہ کمیٹی کی رپورٹ پیش کی جائے گی۔ سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان صاحبہ چیئرپرسن برائے قائمہ کمیٹی آف انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ ٹیلی کمیونیکیشنز رپورٹ آرڈر نمبر۔۱ پیش کریں۔

Presentation of report of the Standing Committee on Information Technology and Telecommunications on [The Digital National Pakistan Bill, 2025]

Senator Palwasha Mohammed Zai Khan: Thank you Chairman Sahib. I, Chairperson of the Standing Committee on Information Technology and Telecommunications hereby present report of the Committee on a Bill to provide for the transmission of Pakistan into a Digital Nation, enabling Digital Society, Digital Economy and Digital Governance [The Digital National Pakistan Bill, 2025]

جناب! اس کے ساتھ آپ سے یہ گزارش کرنی تھی کہ ہمیں اردو میں ایجنڈا دینا بند کر دیا گیا ہے۔ میں prefer کرتی ہوں کہ میں تحاریک اور تمام business کو اردو میں پڑھا کروں تو براہ مہربانی اردو کا ایجنڈا واپس رکھوایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی سینیٹر دوست علی جیسر صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Dost Ali Jeesar regarding the shifting of Bank branches from small town/cities in the province of Sindh

سینیٹر دوست علی جیسر: جناب! قابل احترام وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں، میں وزیر برائے خزانہ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کروں گا۔ ہمارے سندھ کے چھوٹے شہروں میں خاص کر ایک رجحان پیدا ہوا ہے کہ وہاں سے banks چھوٹے شہروں سے transfer کیے جا رہے ہیں۔ رادھن سٹیشن ایک بہت بڑا کاروباری شہر ہے، جہاں پر تقریباً 50 سے زیادہ رائس پیڈی کے sellers ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر بہت سارے کاروباری مراکز ہیں اور وہاں پر بہت کاروبار ہے۔ وہاں پر ایک حبیب بینک کی برانچ تھی، وہاں سے وہ بھی کہیں اور shift کر دی گئی ہے۔ جناب! دادو ضلع کا ایک شہر سیتا روڈ ہے، وہاں سے 2 branches shift کی ہیں، یہ profit میں تھیں۔ اس کا کیا مطلب ہے کہ اس شہروں میں کوئی bank نہیں چھوڑیں گے۔ یہ سارے banks کراچی، اسلام آباد، لاہور اور پشاور میں چلے جائیں گے۔ چھوٹے شہروں میں کاروبار کرنے کی کوئی opportunity نہیں ہو گی یا ان میں banks نہیں ہوں گے۔ براہ مہربانی اس رجحان کو بند کیا جائے کیونکہ ان کے کاروبار کا بہت نقصان ہو گا۔ ان کو جب license دیتے ہیں تو ان کو shift نہ کرنے دیں جب یہ branches profit میں ہیں تو ان کو shift کیوں کر کرنے دیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا سوال ہے۔

سینیٹر دوست علی جیسر: جی جناب۔ میں وزیر برائے خزانہ سے جواب کے لیے گزارش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر محمد اورنگزیب صاحب وزیر برائے خزانہ۔ آپ کا سفر بخیر گزرا ہے، آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

Senator Muhammad Aurangzeb, Minister for Finance and Revenue

سینیٹر محمد اورنگزیب (وزیر برائے خزانہ): جناب! آپ کا شکریہ۔ انہوں نے ملک میں جتنے banks ہیں، ان کی بات کی ہے، تقریباً 30, 32 commercial banks ہیں۔ یہ اپنی

branches اور branches network کو ہر وقت دیکھتے ہیں، اگر ایک جگہ پر بہت زیادہ concentration ہے۔ ایک جگہ پر ایک بڑی branch ہو گی، ایک بڑے bank کی branch ہو گی تو وہاں پر تین، چار banks ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اس طرح decision making کرتے ہیں لیکن میں ان کا concern Governor State Bank تک ضرور پہنچادوں گا۔ یہ ایک نمبر ہے۔

جناب! دو نمبر ہے کہ we are now moving into the digital age اور اب ہر چیز mobile app. پر ہو رہی ہے اور کافی consumers کو branch میں آنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اسی طرح جو connect agents ہیں جو branchless banking ہے، اس لیے branchless banking کا رجحان آگے جا رہا ہے کیونکہ آپ کے پاس سب سے قریب ایک کریانہ کا سٹور ہے، وہاں پر آسان موبائل اور آسان اکاؤنٹس کھل بھی سکتے ہیں اور وہاں پر transactions ہو سکتی ہیں۔ اب in the digital space different areas آ گئے ہیں جس کی وجہ سے جو brick and mortar branches ہیں، اب ان کی اس قسم کی ضرورت نہیں رہی جیسے پہلے تھی۔ معزز سینیٹر صاحب نے ذکر کیا ہے، یہ میں Governor Central Bank کو ضرور convey کر دوں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بس سوال ہو گیا ہے۔ جی سینیٹر ندیم بھٹو صاحب۔

Point of public importance raised by Senator Nadeem Ahmed Bhutto regarding the incidents of LPG/Fuel Tankers blasts on highways

سینیٹر ندیم احمد بھٹو: جناب! آپ کا شکریہ۔ میں ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب! ملتان میں ایک LPG tanker or container blast ہوا ہے۔ جناب! آئے دن ہمارے مختلف highways پر کبھی oil, diesel and petrol tankers blast ہوتے ہیں اور سیکڑوں شہری اپنی جانیں گنوا چکے ہیں۔ ملتان سانحہ میں 6 شہری جاں بحق ہوئے ہیں اور یہ دوپہر کی رپورٹ تھی کہ 15 سے زیادہ شہری شدید زخمی ہیں۔ ان حادثات کو روکنے کی کس کی ذمہ داری ہے؟ جناب! یہ چلتے پھرتے missiles ہیں، ان کی وجہ سے کبھی اور کہیں پر یہ حادثات ہو سکتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں چاہوں گا کہ Law Minister صاحب

میرے pointکو concerned Ministryتک پہنچائیں تاکہ ہم مستقبل میں اس طرح کے حادثات اور سانحات سے بچ سکیں۔ آپ کا شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ معاملہ پہلے بھی take up ہوا ہے اور اس پر کام ہوا ہے۔ آپ کے بالکل genuine concerns ہیں، میں ضرور convey کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

Point of public importance raised by Senator Danesh Kumar regarding the issue of export of rice to the European countries

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میں آج آپ کی توجہ جس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں میری آپ سے درخواست ہے کہ وزیر برائے قانون جناب سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب تشریف فرما ہیں بات یہ ہے کہ پاکستانی عوام کا بہت بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ وزیر برائے خزانہ بھی تشریف رکھتے ہیں آپ بھی سن رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج وزیر برائے خزانہ توجہ کا مرکز ہیں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب چیئرمین! میں دونوں وزیر صاحبان سے اس موقع کا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں، ہو سکتا ہے کہ وزیر صاحب کے علم میں ہو یا نہ ہو کہ چاول کی export 3 billion dollars سے زیادہ ہے جو کہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، ٹھیک ہے اس سے آپ متفق ہیں۔ میں آپ کو ایک حیرت انگیز چیز بتا رہا ہوں کہ ہمارے باسمتی چاول جو export ہو کر گئے جس کا ہم claim کرتے ہیں کہ ہمارے چاول ہیں اور انڈیا نے ہمارا حق کھایا ہوا ہے کہ جو انہوں نے registered کر دیا تھا جس کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اب کیا ہوا ہے کہ ہمارے چاول European Union سمیت کوئی 16,17 ملکوں سے reject ہونے کے بعد واپس بھجوا دیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میں سوال نہیں کر رہا ہوں۔ میں public importance پر بات کر رہا ہوں۔ ہم باسمتی چاول کے لیے لڑ رہے تھے کہ ہمیں trade map دیا جائے۔ وفاق

سے جو اس چیز کا ذمہ دار ہے وہ چاول European country سے اس کی نااہلی، ناکامی کی وجہ سے reject ہو کر آ گئے ہیں۔ آپ دوستوں کے لیے یہ بات حیرت انگیز ہو گی کہ European Union, UK اور دوسرے ملکوں نے کہا کہ یہ جو چاول آ رہے ہیں یہ انسانوں کے کھانے کے قابل نہیں ہیں۔ اس میں fungal infection اور زہریلے spray کے مواد پائے گئے تھے۔

جناب والا! جہاں سے باقاعدہ certificate issue کیا گیا ہے۔ DPP ایک ادارہ ہے جو کہ agricultural کے under کام کرتا ہے، انہوں نے اس چاول کے بارے میں کہا ہے کہ یہ بہترین ہے۔ آپ ایک بڑے مزے کی بات سنیں جب وہ reject ہو کر آتا ہے تو وہی چاول پاکستانی عوام کو کھلایا جاتا ہے، اس پر بھی کوئی action نہیں ہوتا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہمیں بتائیں تو کہا جاتا ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے اس سلسلے میں کوئی rules & regulation نہیں ہے۔ جناب! یہاں پر جو قانون دان ہیں وہ بیٹھ کر جھکیں مار رہے ہیں۔ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی، میں تو اپنے آپ کو ملامت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، شکریہ۔

سینیٹر دنیش کمار: نہیں نہیں، میری بات تو سنیں۔ ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی ہے۔ پاکستانی عوام کو یہاں پر گندی چیزیں کھلائیں جاتی ہیں، ہمارے محکمے ان کو سرٹیفکیٹ پر سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں۔ اسی طرح دبئی کے لیے گوشت export ہوا تھا، دبئی سے وہ container بھی واپس آیا کہ اس میں fungal infection ہے، ہمارے پاس کوئی system نہیں ہے۔ وزیر خزانہ صاحب آپ کس طرح سے exporter بننے کی امید رکھ رہے ہیں؟ جب اس طرح کی خامیاں ہوں گی تو ان کے خلاف کیا کارروائیاں کیں؟ جب ہم پوچھتے ہیں کہ دبئی سے fungal infection والا گوشت container واپس آیا ہے آج تک اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اسی طرح سے دو تین چیزیں اور بھی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر دنیش کمار صاحب، شکریہ! مہربانی۔۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! میں یہاں اسلام آباد کی ایک بات بتا رہا ہوں، نہیں جناب! ابھی کہاں ہوئے سولہ منٹ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر دنیش کمار صاحب! آرام سے۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب! ایک منٹ۔ میں آپ کو بتاؤں اسلام آباد میں ہمارے ناک تلے، اسلام آباد میں دو نمبر دودھ فروخت ہو رہا ہے۔ عالمی رپورٹ آئی ہے کہ اس میں 22% دودھ ہے اور انڈے یہ کہا جاتا ہے کہ دیسی انڈے ہیں، دیسی انڈوں کے نام پر دو نمبر فارمی انڈے بانٹے جاتے ہیں مگر ان کے ریٹ پانچ پانچ سو چھ چھ سو روپے ہیں۔ اگر میں بولتا ہوں یہ سب ہنستے ہیں کہ اس طرح نہیں ہے، یہی عوامی مسائل ہیں اگر ہم اس پر بات نہ کریں تو پھر کس پر بات کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے بڑے اچھے طریقے سے بیان کیا۔ جی سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں نے بتانا تھا کہ دوست ان کے آ گئے ہیں، سینیٹر سید علی ظفر صاحب بھی آ گئے ہیں مگر صحافی کہہ رہے ہیں کہ چونکہ آپ حکومتی نہیں ہیں، آپ خود اپوزیشن ہیں، آپ خود اس بل کو oppose کرنے والوں میں شامل ہیں تو ہم آپ کی بات کیسے مانیں؟ تو حکومت کی طرف سے اگر کوئی ہو تو۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہم نے سلیم مانڈوی والا صاحب کو بھی بھیجا تھا۔ طاہر خلیل سندھو صاحب چوہدری طلال صاحب آپ دونوں جائیں اور ان کو منا کر لائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میں ان کے سوالوں کا جواب دینا چاہتا ہوں، درمیان میں intervene اس لیے کر رہا تھا اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ مجھے ان کے سوالوں پر کوئی اعتراض تھا۔ ماشاء اللہ ہر آدمی آپ کی طرح کا نہیں ہوتا۔ آپ نے 16,17 چیزوں کو ایک سانس میں بیان کر دیا ہے۔ میں آپ کو one by one ان سوالوں کا جواب دے دوں تاکہ آپ کو جواب اچھی طرح مل جائے۔ آپ خود rice exporter ہیں آپ سے زیادہ کسی کو علم نہیں ہے کہ export کے مراحل کیا ہوتے ہیں؟ Plant Protection department جو ہے وہ بھی International Convention کے تحت بنا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان میں کوئی قانون نہیں ہے، میں floor of the House بتا رہا ہوں کہ 1966 میں ہم نے اُسے rectify کیا تھا، 1976 اور پھر 1983 میں اس کے رولز بنائے، حال ہی میں ہم نے دس کی دہائی میں اس کے

بارے میں legislation کی وہ covered ہے، اس میں کچھ مزید improvement کی ضرورت ہے وہ بھی کر رہے ہیں۔

جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ جتنی ہولناکی آپ تک convey کی گئی بات اتنی ہولناک نہیں ہے۔ ہمارے ساتھ وہی نہ ہو جو PIA pilots والی بات ہے کہ ہم نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری کہ ہمارے pilots کی degrees جعلی ہیں۔ جب انکوائری ہوئی تو کمیٹی نے کہا کہ وہ ساری ٹھیک ہیں۔ قومی تجارت اور قومی کاروبار کی بات ہو رہی ہو تو آپ نے 4 ارب سے زائد rice export کیا ہے۔ آپ جیسے سنجیدہ کاروباری exporter سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ مارکیٹ کی افواہ سازی کو ایک طرف رکھتے ہوئے بطور سینیٹر پوری ذمہ داری کے ساتھ صرف لکھے پڑھے حقائق کی بات کریں گے۔ میں floor of the House یہ بات کروں گا کہ yes, interventions ہوئیں انھیں interventions کہتے ہیں، جب آپ مال کسی دوسرے ملک میں بھیجتے ہیں، یہ ہم بھی کرتے ہیں، تو وہاں کا quality control department ہے وہ اس مال کو intercept کرتا ہے اور دیکھتا ہے پھر اس کا lab test کرایا جاتا ہے۔

میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں اگر ہم نے 1000,1500 consignments بھیجی ہیں تو ہمارے ایک سال کی interventions ہیں وہ 72,73 تھیں تو دیکھیں 1500 میں سے 73 کا جو نمبر ہے وہ ایسا خوفناک نمبر نہیں ہے۔ اگلی بات جو ہمارے مارکیٹ competitors ہیں ترکیہ، ملائیشیا، انڈیا اسی طرح کی کھانے پینے کی چیزیں بھیج رہے ہیں تو میں چاول کی بات نہیں کروں گا تو بھارت کی کر لوں گا۔ بھارت کی interventions کی تعداد آپ سے تین یا چار گنا زیادہ ہے۔ ان کا حجم بھی بڑا ہو گا لیکن اس سال ہم نے substantially اچھا کام کیا ہے۔ کچھ interventions میں رپورٹس یہ آئیں کہ جو ان میں pesticide content ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: ان کا prescribed content جو ہے اس میں ہر ملک کا فرق ہے جیسے کہ European Union, UK, USA, Asian countries کا فرق ہے۔ plant protection والوں کا phytosanitary ہم اسے کہتے ہیں جو اس کا

ہر ملک اپنے اپنے relevant mechanism department ہے وہ standard میں اس convention کے تحت سیٹ کیے ہوئے ہیں، انہوں نے کہا اس سے exceed کرتا ہے۔ کئی interventions ہوتی ہیں جب ان کا جواب چلا جاتا ہے تو وہ resolve ہو جاتی ہیں، کافی مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم انھیں re-export کر رہے ہیں، واپس بھیج رہے ہیں، کوئی اور ملک اٹھا لیتا ہے جن کے standard کے مطابق ہوتا ہے یا importer واپس لے لیتا ہے اور اس کا دوبارہ سودا کرتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ دو سال پہلے یہ ایشو آیا تھا جب ships میں کچھ فیڈز آئی تھی اور ہمارے plant protection department نے کہا کہ یہ engineered ہے جو bio-engineering ہوتی ہے ان کی رائے کے مطابق ہم اس لیے نہیں آنے دیتے کیونکہ ہمارے پاس registered نہیں ہے تو ہم نے اسے re-export کر دیا تھا، import & export میں اس طرح کی problems چلتی رہتی ہیں۔ آپ نے کہا کہ plant protection والوں نے ،yes ان سینکڑوں cases میں سے پانچ، سات cases میں ان کی طرف سے بالکل کوتاہی بھی تھی۔ جب وزیر اعظم صاحب نے انکوائری بیٹھائی تو معلوم ہوا کہ plant protection department میں بدعنوانی کے دیگر معاملات بھی تھے۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان نے اس ایشو پر کم از کم دس meetings خود chair کی ہیں۔

مجھے یہ ساری باتیں اس لیے پتا ہیں کہ I am part of those meetings and I am part of the Committee, اس لیے میں ہر بات پورے یقین سے کر رہا ہوں۔ اس پر FIRs درج ہوئیں، FIA in action آئی، وہ لوگ گرفتار ہیں اور ان کی ضمانتیں سندھ ہائی کورٹ میں pending ہیں۔ Trial Courts سے ہماری prosecution نے انہیں oppose کیا اور ان کی وہاں سے ضمانتیں نہیں ہو سکیں اب وہاں مقدمات pending ہیں۔ اس سے زیادہ میں اس کے merits پر بات نہیں کروں گا۔

اسی طرح سے آپ نے meat کی بات کی تو حتیٰ الوسع کوشش کی جاتی ہے کیونکہ Middle East ہماری بہت بڑی مارکیٹ ہے، اس میں بھی جو intervention ہوئی اور اسے کہا گیا کہ آپ اسے re-export کریں تو rest assured میں اس کمیٹی میں تھا، -re

export ہو کر واپس آنے کے دو cases ہمارے پاس آئے، ہم نے اسے port پر تلف کرنے کے orders کیے ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ meat گیا ہے، واپس آئے، اس کی expiry date ہے جو ختم ہو جائے گی اس لیے اس میں بھی نہیں ہے۔

جہاں تک Plant Protection Department کا تعلق ہے، وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بھی اس کا حصہ تھے۔ وزیراعظم صاحب نے اس پر State of the Art Laboratory کے لیے حکم جاری کیا تو پتا چلا کہ 2002 میں چین نے ہمیں ایک لیبارٹری قائم کر کے دی، جسے اسی جنرل مشرف کے دور میں کھڑا کیا گیا لیکن وہیں ختم کر دی گئی یعنی کہ وہ معاملہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد کے ادوار میں دوبارہ بنانے کے لیے کوشش ہوئی اور وہ چیزیں file work کا شکار ہوئیں۔ اب کراچی کی ایک یونیورسٹی کے ساتھ مل کر اسے ہم نے دوبارہ سارا revive کیا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے اس پر بھی بڑے سخت احکامات دے رکھے ہیں اور week میں دو meetings صرف اپنی exports کے حوالے سے کرتے ہیں۔ یہ جو ہماری food products یہاں سے جا رہی ہیں اور جو phytocentric rules and laws جو ان کی compliance ہے اس پر وہ دو meetings خود Chair کرتے ہیں۔ یہ ان کا concern ہے، وہ چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں بڑھیں۔

آپ نے بات کی کہ مقامی طور پر اسلام آباد میں دودھ اور انڈوں میں جو مسئلہ آ رہا ہے۔ میں defend نہیں کروں گا لیکن unfortunately اسلام آباد میں یہ شکایات ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے پنجاب میں سب سے پہلے Pakistan Food Authority میری حکومت نے قائم کی اور وہ Food Safety والے روز ہر شہر میں کوئی نہ کوئی action کر رہے ہوتے ہیں، چاہے وہ restaurants ہیں، چاہے جو دودھ کی گاڑیاں چلتی ہیں، چاہے دکانیں ہیں جہاں کھلی چیزیں فروخت ہوتی ہیں اور اس پر وہ لوگوں کو جرمانے بھی کرتے ہیں اور سزائیں بھی دیتے ہیں۔ اب وہ سلسلہ باقی جگہوں پر بھی شروع ہو گیا ہے۔ آپ نے یہ جائز بات کی ہے، چیف کمشنر اسلام آباد جو کہ اسلام آباد کے administrative head ہیں، میں یہ بات ان کے بالکل گوش گزار کروں گا کہ وہ اسے ensure کریں اگر کوئی ایسی چیزیں ہیں۔ حکومت کا یہ فرض ہے، باقی صوبوں میں یہ صوبائی حکومتوں کا معاملہ ہے، Islamabad Capital Territory کی حد تک ہو جائے گا

لیکن میں آپ سب دوستوں سے ایک استدعا کروں گا کہ Pakistan first ہونا چاہیے۔ جہاں پر پاکستان کی تجارت، جہاں پر پاکستان کے معاشی تحفظات یا benefits کا تعلق ہو، ہمیں بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ میں اس سے اگلی بات نہیں کروں گا کہ اس وقت کے جو وزیر ہوابازی تھے، انہوں نے ایک بیان دیا تھا، میں floor of the House پر یہ بات کر رہا ہوں، وہ بیان پاکستان کو کم از کم اڑھائی سے تین سو ارب میں پڑا ہے اور آج جو PIA suspended ہے، سلیم مانڈوی والا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، جن منتوں اور حالوں سے وہ revive ہوئی ہے اس کا شاخسانہ صرف ایک بیان ہے کہ بغیر confirm کیے، بغیر تحقیق کیے، ان pilots کو hearing کا موقع دیئے بغیر اور بغیر inquiry کی final report کے انہوں نے ایک بیان داغ دیا کہ ہمارے تو اڑھائی سو کے قریب pilots ہیں جن کی جعلی ڈگریاں ہیں تو ظاہر ہے کہ پھر airline نے تو بیٹھنا ہی بیٹھنا تھا۔

میں اس note کے ساتھ دست بدستہ آپ سے استدعا کروں گا کہ جہاں پر پاکستان کے معاشی معاملات ہوں، economic wellbeing کی بات ہو وہاں پر ہمیں floor of the House کوئی بھی بات کرنے سے پہلے اس کی تحقیق ضرور کرنی چاہیے اور facts and figures کے ساتھ بات کریں، ان شاء اللہ العزیز اس کا جواب دیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی سینیٹر پلوشہ خان صاحبہ۔ طلال چوہدری صاحب اور طاہر خلیل سندھو صاحب حکومت کی طرف سے میڈیا والوں کو منانے گئے ہوئے ہیں۔ اس وقت تک سینیٹر پلوشہ خان صاحبہ آپ بات کر لیں۔

Point of public importance raised by Senator Palwasha Mohammed Zai Khan regarding the construction of water canals on Indus River

سینیٹر پلوشہ محمد زئی خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی بات کرنا چاہتی ہوں، مجھے پتا ہے پانی کے مسئلے پر بہت بات ہو چکی ہے۔ اس مسئلے پر منسٹر صاحب نے بھی اپنا جواب دے دیا ہے لیکن میں صرف ایک بات point out کرنا چاہتی ہوں کہ کسی دریا میں پانی جہاں سے بھی آ رہا ہے تو اس کی اتنی ہی مقدار ہے۔ اگر کہیں سے اس پانی کو کسی اور طرف channelize کیا جائے گا تو کسی نہ کسی کا پانی تو کم ہوگا اور اس قدر efficient telemetering کا نظام دنیا میں کہیں بھی نہیں ہے کہ ہزاروں شاخوں کو اور پانی کے ہر قطرے کو monitor کیا جا رہا ہو، للہذا آپ

کے توسط سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اگر سو گیلن پانی آ رہا ہے اور اس میں سے پچاس گیلن نکالا جا رہا ہے تو کسی نہ کسی کا پانی کم ہو رہا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم جو ایک argument دے رہے ہیں کہ ہمارے حصے کا پانی ہے اور اسے ہم جو مرضی کریں، یہ argument اس لیے بھی غلط ہے کہ پنجاب کا بھی نقصان ہے اور وہ ایسے ہے کہ اگر water level کسی دریا میں water table سے اوپر ہو تو پھر دریا aquifer کو charge کرتا ہے لیکن اگر آپ اسے channelize کرتے ہیں اور اس میں سے canals نکالتے ہیں تو جو local aquifer or water table وہ نیچے گرے گا اور اسے دریا charge نہیں کر سکے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس علاقے میں جو tube-well لگائے گا وہ ذلیل و خوار ہو جائے گا، اسے زمین سے کوئی پانی نہیں ملے گا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جہاں جہاں canals ہوتی ہیں وہاں پانی ضائع ہوتا ہے اور کہیں بھی 100% efficient نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے پانی الگ ضائع ہو گا، اس علاقے کا water table الگ نیچے جائے گا اور canals کے ساتھ ساتھ جو بھی tube-well لگائے گا اسے اس علاقے میں کوئی پانی نہیں ملے گا اور کہیں نہ کہیں چاہے وہ سندھ ہو یا کوئی اور صوبہ ہو ان کا پانی کم ہو گا۔ اس لیے canals projects پر نہ صرف سندھ کو اعتراضات ہیں کیونکہ اس کے لیے یہ نقصان دہ ہیں بلکہ پنجاب کے لیے بھی یہ فائدہ مند نہیں ہے۔ یہ دریاؤں کو مار رہا ہے۔

جناب چیئرمین! دریا ہماری ماں کی حیثیت رکھتے ہیں، ماں کے اندر سے خون نکالنے کے لیے آپ جتنے زیادہ cut لگائیں گے تو ماں مرے گی، للذا پوری دنیا میں دریاؤں کو revive کرنے کی ایک تحریک چلائی جا رہی ہے۔ ہمارا ملک climate change سے تباہ حال ہے، بارش نہیں ہو رہی ہے، اوپر کے علاقوں میں برف نہیں پڑ رہی ہے، پانی نہیں آ رہا ہے مگر اس کے باوجود ہم اس بات پر مصر ہیں کہ ہم اپنی ماں کو کاٹیں گے۔ یہ سب دریا ہماری مائیں ہیں اور جس طریقے سے بھارت اس پر ڈیم بنا رہا ہے وہ ہمارے لیے تشویش کا باعث ہونا چاہیے۔ ہمیں اس پر بات کرنی چاہیے کہ انہیں کیسے روکا جائے۔ یہاں ایک جماعت علی شاہ نامی شخص تھا جو اپنی ماں کا سودا کر کے بھاگ گیا، اسے واپس لانے کی بات نہیں ہو رہی ہے۔ ہمارا جو پانی already چل رہا ہے جو ہماری life line ہے اسے کاٹنے کی بات ہو رہی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: منسٹر صاحب، حکومت کی طرف سے آپ سینیٹر پلوشہ خان صاحبہ کی تقریر کا جواب دیں گے؟ حکومت کی جانب سے اعظم نذیر تارڑ صاحب بھی آ رہے ہیں اور منسٹر اورنگ زیب صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ آ رہے ہیں اور جواب دیں گے۔ ایسا نہیں ہے کیونکہ پچھلے ایک سے دو گھنٹے سے وہ ہر سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب آپ بات کر لیں۔

Point of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding manhandling of protesters by the security forces in Gwadar and Quetta

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ بلوچستان سے متعلق دو واقعات ہیں جس پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ کتابوں کے حوالے سے گوادر میں ایک کتاب میلے کا انعقاد کیا جا رہا تھا، اس پر forces نے کارروائی کی، ان بچوں کے ساتھ مار پیٹ کی، کتابیں قبضے میں لیں اور گرفتاریاں کیں۔ یہ معاملہ widely report بھی ہوا، اگر کتاب میلے پر اس طرح کے actions لینے ہیں تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس کے نتیجے بھی اچھے نہیں ہوں گے۔

ایک اور واقعہ جو کوئٹہ سے متعلق ہے، کوئٹہ میں Young Doctors کا احتجاج جاری تھا، ان کی طرف سے ایک وکیل صاحب پیش ہو رہے تھے جو کہ ان کا دستوری حق ہے اور آئین کا Article 10 اس کی guarantee کرتا ہے، نعمت اللہ اچکزئی ایڈووکیٹ صاحب ان کی طرف سے پیش ہو رہے تھے۔ ان کی طرف سے پیش ہو رہے تھے، ان کے گھر پر نہ صرف چھاپہ مارا گیا بلکہ ان کے گھر سے گرفتاریاں بھی کی گئیں، ان کی گاڑیاں لے جائی گئیں اور ان کو حراست میں لیا گیا۔ ان کا قصور یہ تھا کہ جو doctors strike کر رہے تھے وہ ان کے لیے پیش ہو رہے تھے۔ بلوچستان میں اس طرح کے معاملات ہیں کتاب کے حوالے سے اور وکالت کے حوالے سے کسی کو legal assistance دینے کے حوالے سے اس طرح کے معاملات ہمیں درپیش ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سینیٹر شکور خان۔

سینیٹر عبدالشکور خان: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Mic اپنے قریب کر لیں۔

سینیٹر عبدالشکور خان: (عربی) جناب چیئرمین! آپ کی توجہ ایک بات کے اوپر مبذول کرانا چاہتا ہوں، آپ سے ایک یقین دہانی چاہتا ہوں بحیثیت ڈپٹی چیئرمین کہ جو باتیں ہم یہاں پر کرتے ہیں۔ میں آپ کی یقین دہانی چاہتا ہوں کہ کم از کم جو بات یہاں پر کریں اس کی کوئی وقعت ہو۔ ہمیں آج تک یہ احساس نہیں ہوا کہ policies کہاں پر بنتی ہیں، ہم کہتے ہیں ایوان بالا، ایوان نہیں کہتے ایوان بالا کہتے ہیں تو policies یہاں پر بنی چاہیے۔ میں اپنے بلوچستان کے حوالے سے کچھ دیرینہ مسائل پر بات کرنا چاہتا ہوں، جناب چیرمین! آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Order in the House.

Point of public importance raised by Senator Abdul Shakoor Khan regarding the law and order and economic issues of Balochistan

سینیٹر عبدالشکور خان: ایک تو میں نے یقین دہانی کا کہا ہے کہ آپ ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ ہم جو باتیں یہاں پر کریں وہ کہیں پہنچیں بھی صرف بات تک نہ رہیں کہ صرف بات ہو اور معاملہ ختم ہو جائے۔ میں بلوچستان کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں، اس وقت بلوچستان کا جو سب سے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے وہ ہے امن وامان اور دہشت گردی۔ دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے اب یہ سوال میں نے پچھلی دفعہ بھی اٹھایا تھا کہ دہشت گردی کیوں ہو رہی ہے۔ دہشت گردی ہونے میں کچھ ہماری اپنی نالائقیاں ہیں اور کچھ بیرونی عناصر آگئے ہیں وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں مسلسل آپ کی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ آپ آج Chair کر رہے ہیں تو آپ کی توجہ کی ضرورت ہو گی۔ میں بلوچستان کے مسائل پر بات کر رہا تھا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے۔ دہشت گردی کیوں ہوئی یہ ایک لمبی بات ہے آج اس پر بات نہیں کروں گا۔ اس کے حل کے لیے بات کروں گا کہ اس کا حل کیا ہے۔ بلوچستان میں دو طرح کے مسائل ہیں ایک دہشت گردی ہے اس میں ہماری نالائقیاں ہیں اور اس میں بیرونی عناصر ہیں۔ اس پر میں آج بات نہیں کروں گا۔

آج میں بات کروں گا بلوچستان کے روزگار کے حوالے سے، بلوچستان کا روزگار دو بارڈر کی وجہ سے پورے ستر سال میں بلوچستان میں کوئی industry نہیں بنی۔ زراعت پانی نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً تباہی کے دہانے پر ہے اور میں اپنے علاقے گلستان کی اگر بات کروں تقریباً 25% زراعت بچی ہے۔ جس جگہ کا نام ہی گلستان تھا اس کا 75% زراعت پانی کی کمی کی وجہ سے ختم ہو گئی ہے۔

پورے صوبے کا جو روزگار تھا، پورے صوبے کے جوانوں کا جو روزگار تھا وہ ان دو بارڈرز پر تھا، Afghan and Iranian.

افغان بارڈر پر چمن کی ہماری جو سرحد تھی وہ آپ نے بند کر دی پھر بات لمبی ہو جائے گی ستر سالوں سے جو بارڈر کھولا ہوا تھا،ایک ہی وزیر بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کی بھی توجہ چاہتا ہوں۔اس مسئلے پر ہماری بات سن لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر عبدالشکور خان: ستر سالوں سے جو بارڈر کھولا ہوا تھا آپ نے وہ بارڈر بند کر دیا اس پر سوچے سمجھے بغیر کہ جو چار لاکھ لوگ روزانہ آتے جاتے تھے ان کے بارے میں آپ نے نہیں سوچا اور آپ نے وہ بارڈر بند کر دیا اور ایرانی بارڈر سے بھی ایرانی سامان آ رہا ہے تو اس پر بھی ابھی پابندیاں لگنے والی ہیں، کچھ کی لگ چکی ہیں اور کچھ کی لگنے والی ہیں۔ میں آخر میں ایک گزارش کرتا ہوں کیونکہ بات بہت زیادہ لمبی ہو جائے گی تو وہ بات دنیش صاحب کے انڈوں تک جا پہنچے گی تو منسٹر صاحب نے کہا کہ بات انڈوں تک پہنچ گئی۔ میں بھی انڈوں تک بات نہیں پہنچانا چاہتا۔

ایک جو سب سے بڑا مسئلہ ہے ہمیں پانی کا مسئلہ ہے، پانی کی کمی کا مسئلہ ہے بارشیں تو آپ کے ہاتھ میں نہیں ہیں آپ کے ہاتھ میں صرف ڈیم ہیں۔ میں وفاقی حکومت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمدردانہ غور اس پر فرمائیں کہ آپ ڈیم بنائیں، پورے علاقے میں ڈیم بنائیں، پورے بلوچستان میں ڈیم کی ضرورت ہے کیونکہ ابھی سندھ میں پانی کا مسئلہ حل ہو رہا تھا، پانچ فیصد نہیں ہو گا پانی جو دریائے سندھ سے ہمیں آ رہا ہے، بہت ہی کم ہو گا۔ ہمارے پاس جتنا بھی پانی ہے وہ بارشوں کی وجہ سے ہے تو بارشوں کے پانی کو بچانے کے لیے کوئی اور طریقہ پوری دنیا میں ایجاد نہیں ہوا صرف ڈیم واحد طریقہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت اس پر توجہ دے اور ڈیم بنانے کے لیے fund جاری کرے۔ یہ میری گزارشات ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کے اجلاس کی کارروائی کو آگے بڑھایا جائے آج ہمارے پاس چار تحاریک آئی تھیں، ایک محسن عزیز صاحب کی طرف سے، سینیٹر ذیشان خانزادہ صاحب کی طرف سے، عون عباس صاحب کی طرف سے اور ڈاکٹر زرقا صاحبہ کی طرف سے۔ میری علی ظفر صاحب سے یہ ہی گزارش تھی کہ پانچ دس بیس منٹ میں ہم ان تحریک پر جو معزز ممبران اتنا سفر کر

کے آتے ہیں اور اس Session پر اتنے زیادہ اخراجات آتے ہیں بہر حال آپ کو دوبارہ خوش آمدید کہتے ہیں۔ کامران مرتضیٰ صاحب کی بھی ایک بہت اہم تحریک تھی لیکن وہ آپ لوگوں کو منانے چلے گئے۔ سینیٹر قادر صاحب کی تحریک تھی اگر دس بیس پچیس منٹ کارروائی چلتی رہتی تو یہ سب پیش ہو جاتے۔ جن bills کی آپ بات کر رہے ہیں وہ ابھی صرف کمیٹی میں ان پر بات ہوئی ہے۔ اس نے پیش کب ہونا ہے یہ تو حکومت کو معلوم ہے۔ بہر حال مغرب کی اذان کا وقت ہو رہا ہے۔ ایوان 28th January, 2025 بروز منگل 11:30 a.m. تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 28th January, 2025 at 11:30 a.m.]